روزنامہ
ٹیلی فون نمبر 047-6213029 FD-10

الفضل

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان
web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org
پیر 28مارچ 2011ء 22ربیع الثانی 1432 ہجری 28/امان 1390ہش جلد 61-96 نمبر 71

اللہ ہر عیب سے پاک ہے

پاک ہے وہ اور بہت بلند ہے ان باتوں سے جو وہ کہتے ہیں۔

(بنی اسرائیل:44)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

احسان کی خوبیاں اللہ تعالیٰ میں بہت ہیں جن میں سے چار بطور اصل الاصول ہیں۔اوران کی ترتیب طبعی کے لحاظ سے پہلی خوبی وہ ہے جس کو سورۂ فاتحہ میں **رب العالمین** کے فقرہ میں بیان کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی ربوبیت یعنی پیدا کرنا اور کمال مطلوب تک پہنچانا تمام عالموں میں جاری وساری ہے۔یعنی عالم سماوی اور عالم ارضی اور عالم اجسام اور عالم ارواح اور عالم جواہر اور عالم اعراض اور عالم حیوانات اور عالم نباتات اور عالم جمادات اور دوسرے تمام قسم کے عالم اس کی ربوبیت سے پرورش پارہے ہیں۔یہاں تک کہ خود انسان پر ابتداءنطفہ ہونے کی حالت سے یا اس سے پہلے بھی جو جو عالم موت تک یا دوسری زندگی کے زمانہ تک آتے ہیں وہ سب چشمہ ربوبیت سے فیض یافتہ ہیں۔پس ربوبیت الٰہی بوجہ اس کے کہ تمام ارواح واجسام وحیوانات ونباتات وجمادات وغیرہ پر مشتمل ہے فیضان اعم سے موسوم ہے کیونکہ ہر ایک موجود اس سے فیض پاتا ہے اور اسی کے ذریعہ سے ہر ایک چیز وجود پذیر ہے ہاں البتہ ربوبیت الٰہی اگرچہ ہر ایک موجود کی موجد اور ہر ایک ظہور پذیر چیز کی مربی ہے لیکن بحیثیت احسان کے سب سے زیادہ فائدہ اس کا انسان کو پہنچتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی تمام مخلوقات سے انسان فائدہ اٹھاتا ہے اس لئے انسان کو یاددلایا گیا ہے کہ تمہارا خدا رب العالمین ہے تا انسان کی امید زیادہ ہو اور یقین کرے کہ ہمارے فائدہ کے لئے خدا تعالیٰ کی قدرتیں وسیع ہیں اور طرح طرح کے عالم اسباب ظہور میں لا سکتا ہے۔دوسری خوبی خدا تعالیٰ کی جو دوسرے درجہ کا احسان ہے جس کو فیضانِ عام سے موسوم کرسکتے ہیں رحمانیت ہے جس کو سورۂ فاتحہ میں الرحمٰن کے فقرہ میں بیان کیا گیا ہے اور قرآن شریف کی اصطلاح کی رو سے خدا تعالیٰ کا نام رحمٰن اس وجہ سے ہے کہ اس نے ہر ایک جاندار کو جن میں انسان بھی داخل ہے اس کے مناسب حال صورت اور سیرت بخشی یعنی جس طرز کی زندگی اس کے لئے ارادہ کی گئی اس زندگی کے مناسب حال جن قوتوں اور طاقتوں کی ضرورت تھی یا جس قسم کی بناوٹ جسم اور اعضاء کی حاجت تھی وہ سب اس کو عطا کئے اور پھر اس کی بقا کے لئے جن جن چیزوں کی ضرورت تھی وہ اس کے لئے مہیا کیں۔پرندوں کے لئے پرندوں کے مناسب حال اور چرندوں کے لئے چرندوں کے مناسب حال اور انسان کے لئے انسان کے مناسب حال طاقتیں عنایت کیں اور صرف یہی نہیں بلکہ ان چیزوں کے وجود سے ہزارہا برس پہلے بوجہ اپنی صفت رحمانیت کے اجرام سماوی وارضی کو پیدا کیا تا وہ ان چیزوں کے وجود کی محافظ ہوں۔پس اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ خدا تعالیٰ کی رحمانیت میں کسی کے عمل کا دخل نہیں بلکہ وہ رحمت محض ہے جس کی بنیاد ان چیزوں کے وجود سے پہلے ڈالی گئی۔ہاں انسان کو خدا تعالیٰ کی رحمانیت سے سب سے زیادہ حصہ ہے کیونکہ ہر ایک چیز اس کی کامیابی کے لئے قربان ہو رہی ہے اس لئے انسان کو یاد دلایا گیا کہ تمہارا خدا رحمٰن ہے۔

(ایام الصلح- روحانی خزائن جلد 14ص 248)

حضور انور کا خطبہ جمعہ 5 بجے نشر ہوا کرے گا

سیدنا حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ برطانیہ میں وقت کی تبدیلی کی وجہ سے مورخہ یکم اپریل 2011ء سے پاکستانی وقت کے مطابق شام پانچ بجے نشر ہوا کرے گا۔ احباب نوٹ فرمالیں اور استفادہ فرمائیں۔

نمایاں اعزاز

مکرم ظہور احمد صاحب واہ کینٹ تحریر کرتے ہیں۔

میری پوتی عزیزہ مائرہ احمد بنت مکرم لیفٹیننٹ کرنل وسیم احمد صاحب کلاس دہم نے مورخہ 30 جنوری 2011ء کو ایلیمنٹری اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ خیبر پختونخواہ اور پاک ترک انٹرنیشنل سکول اینڈ کالجز کے زیراہتمام منعقدہ انٹرسکول میتھ اولمپیاڈ 2011ء (آئی ایس ایم او) میں حصہ لیا اور دسویں کلاس کے 407 طلباء وطالبات میں بفضل خدا اول پوزیشن حاصل کی۔ اس سلسلہ میں مورخہ 12 مارچ 2011ء کو پشاور میں منعقد ایک خصوصی تقریب میں پریسٹن یونیورسٹی کے وائس چانسلر نے عزیزہ کو گولڈ میڈل اور مبلغ دس ہزار روپے انعام سے نوازا۔

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ عزیزہ مائرہ احمد نے انگریزی شاعری میں My Passions اور فکشن The GASP کے نام پر کتب 2007ء میں 13 سال کی عمر میں تصنیف کی تھیں۔ یہ دونوں کتب امریکہ کی مشہور زمانہ کمپنی Create Space نے اوائل 2008ء میں شائع کیں اور

باقی صفحہ 8 پر

مشعلِ راہ

خدا صبر اور استغناء کرنے والے کو غنی کر دیتا ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ 13 فروری 2004ء میں فرماتے ہیں۔

میں نے دیکھا ہے کہ جن کو اپنی عزت نفس کا خیال ہو مانگنے سے گھبراتے ہیں۔ یہ مجھے پاکستان کا تجربہ ہے۔ ایسے خاندان بھی میری نظر سے گزرے ہیں جن کے وسائل اتنے بھی نہیں تھے کہ پورا مہینہ کھانا کھا سکیں تو بعض دن ایسے بھی آجاتے تھے کہ لنگر خانے سے آ کے سوکھے ٹکڑے لے جاتے تھے اور ان کو پانی میں بھگو کر کھاتے رہے۔ لیکن کبھی ہاتھ نہیں پھیلایا۔ گو بعد میں پتہ لگ گیا اور ان کی مدد کی گئی اور ضرورت پوری کی گئی، لیکن انہوں نے خود کبھی ہاتھ نہیں پھیلایا، ایسے سفید پوش بھی ہوتے ہیں۔ **لیکن بعض ایسے ہیں کہ اچھی بھلی آمدنی ہو جس سے بہت اچھا نہ سہی لیکن غریبانہ گزارا چل رہا ہوتا ہے پھر بھی مطالبہ کرتے ہیں کہ ہمیں وظیفہ دیا جائے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایسے گھروں سے اللہ تعالیٰ برکت اٹھا لیتا ہے۔** اگر ہمت ہو اور نیک نیتی ہو تو بہت معمولی رقم قرضہ حسنہ کے طور پر لے کر بھی کام کیا جا سکتا ہے۔ مَیں نے بعض لوگوں کو اس طرح معمولی رقم سے کاروبار وسیع کرتے بھی دیکھا ہے۔ تو جب انسان ہمت کرے تو خدا تعالیٰ برکت بھی ڈالتا ہے۔ یہاں یورپ میں بھی بعض لوگ جو جوان ہیں بعض فارغ بیٹھے رہتے ہیں کہ ضروریات تو پوری ہو رہی ہیں تو ان کو بھی چاہئے کہ چاہے چھوٹے سے چھوٹا کام ملے اپنی تعلیم کے مطابق نہ بھی کام ملے تب بھی کام کرنا چاہئے فارغ بہرحال نہیں بیٹھنا چاہئے۔

ایک حدیث میں آتا ہے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انصار کے بعض افراد نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ مال طلب کیا جس شخص نے بھی آنحضور ﷺ سے مانگا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نواز دیا حتیٰ کہ آپ کے پاس جمع شدہ مال ختم ہو گیا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا کہ میرے پاس جو مال ہوتا ہے جب تک وہ میرے پاس ہوتا ہے تو میں اسے دونوں ہاتھوں سے خرچ کرتا رہتا ہوں۔ میں اسے تم سے بچا کر تو نہیں رکھتا لیکن تم میں سے جو شخص سوال کرنے سے بچے گا اللہ تعالیٰ بھی اس سے عفو کا سلوک فرمائے گا اور جو کوئی صبر کا مظاہرہ کرے گا اللہ تعالیٰ اسے صبر عطا کر دے گا۔ اور جو کوئی استغناء ظاہر کرے گا اللہ تعالیٰ اسے غنی کر دے گا۔ اور تمہیں کوئی عطا صبر سے بہتر اور وسیع تر نہیں دی گئی۔

(بخاری کتاب الرقاق باب الصبر عن محارم اللّٰہ)

پھر حضرت براء بن عازب بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے دنیا میں اپنی بھوک مٹالی قیامت کے دن یہ اس کی امیدوں کے درمیان روک ہو گی۔ اور جس نے حالت فقر میں اہل ثروت کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھا وہ رسوا ہو گا اور جس نے حالت فقر میں صبر سے کام لیا اللہ تعالیٰ اسے جنت فردوس میں جہاں وہ شخص چاہے گا اسے ٹھہرائے گا۔

(مجمع الزوائد جلد 10 صفحہ 248)

پھر ہمارے معاشرے کی ایک یہ بھی بیماری ہے کہ جس کے ہاں صرف بیٹیاں پیدا ہو جائیں یا زیادہ بیٹیاں پیدا ہو جائیں وہ بیٹیوں کے حقوق اس طرح ادا نہیں کرتے جس طرح اولاد کے کرنے چاہئیں۔ بلکہ بعض تو باقاعدہ اپنی بیٹیوں کو کوسنے بھی دیتے رہتے ہیں اور بعض بچیاں تو اتنی تنگ آجاتی ہیں کہ لکھتی ہیں کہ لگتا ہے کہ ہم ماں باپ پر بوجھ بن گئے ہیں، ہمیں تو اب اپنی موت کی خواہش ہونے لگ گئی ہے۔ تو ایسے ماں باپ کو جو بیٹیوں سے اس قسم کا سلوک کرتے ہیں خوف کرنا چاہئے۔ ان کو تو اس بات پر خوش ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بچیاں دے کر ان کے لئے آگ سے بچنے کے لئے انتظام کر دیا ہے۔

(روزنامہ الفضل 20/ اپریل 2004ء)

غزل

آسمانی فیصلوں کے سامنے تدبیر کیا
تابشِ لعل و گہر کیا، قوتِ شمشیر کیا

ایک عالم گوش بر آواز آتا ہے نظر
دیکھ لو مولا نے بخشی ہے اُنہیں توقیر کیا

پُر تقدُس، پُر معارف، دلنشین و دلربا
کیا تکلّم آپ کا اور آپ کی تحریر کیا

ہو رُخِ روشن جِدھر کو نُور جاتا ہے اُدھر
آپ نے دیکھی ہے اُن کے حُسن کی تنویر کیا

شاہدِ ناطِق فلک ہے، تُو نے کیوں سوچا نہیں
ہو رہا ہے جو زمیں پر اُس کی ہے تعبیر کیا

ہوش ہے کچھ تجھ کو اے غافل پراگندہ خیال
وقت کی پردے پہ اُبھری ہے نئی تصویر کیا

اتنی مایوسی! اُسے اب کوئی چُھوتا بھی نہیں
خون میں لِتھڑی ہوئی ہے عدل کی زنجیر کیا

تیر کھا کر مسکرانے کے لئے تیار تھا
تاک میں بیٹھا ہوا صیاد کی نخچیر کیا

پائی ہے منزل تو پھر اِس بے کلی کا کیا سبب
آرزو ہے اور بھی یوسفؔ ترے دلگیر کیا

راجہ محمد یوسف خان

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع: ضیاء الاسلام پریس | مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

مکرم محمود مجیب اصغر صاحب

سائنس کی تاریخ کا ایک اجمالی خاکہ

قرون اولیٰ کی عظیم یادیں اور امید کی کرن

حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں:

مذہب ان صداقتوں کا نام ہے جو لقائے الٰہی سے متعلق ہیں اور ان کا علم کائنات عالم کے صانع نے الہام کے ذریعے دیا ہے اور سائنس ان نتائج کا نام ہے جو کائنات عالم پر انسان خود غور کرنے اور تدبر کرنے کے بعد اخذ کرتا ہے۔...... مذہب خدا کا کلام ہے اور سائنس خدا کا فعل۔

(انوار العلوم جلد 9 ص 499)

سائنس کی اس اہمیت کے پیش نظر جس طرح مذہب اور تمدن کی تاریخ ایک اہم مضمون ہے اسی طرح سائنس کی تاریخ سے آگاہ ہونا بھی بہت ضروری ہے۔ تاریخ کے مختلف ادوار میں بڑے بڑے عظیم سائنسدان گزرے ہیں جنہوں نے اپنے نظریات، افکار، تجربات، مشاہدات اور ایجادات کی بدولت انسان کی زندگی اور اس کے طرز فکر پر گہرے نقوش چھوڑے ہیں۔ آج جبکہ سائنسی معلومات اور ایجادات کے لئے ہماری نگاہیں مغرب کی طرف اٹھتی ہیں کیونکہ یورپ سائنس میں بہت ترقی حاصل کر گیا ہے لیکن تاریخ یہ بتاتی ہے کہ قرآن کریم کے نزول کے بعد جو ترقی مسلمان سائنسدانوں کے ذریعے سے قرون اولیٰ میں ہوئی اسی بنیادی کام کو لے کر یورپ سائنس میں ترقی کی منازل طے کرتا چلا گیا۔

فی الحقیقت تاریخ سائنس کا پہلا دور یونانی دور ہے اور اس کے بعد ایک لمبا عرصہ مسلسل مسلمان سائنسدانوں کا ہے جنہوں نے سائنس کی دنیا میں ایک انقلاب عظیم پیدا کیا پھر یورپ کے لوگوں نے جو سائنس سے دلچسپی رکھتے تھے سپین کی عرب یونیورسٹیوں میں علم حاصل کیا اور اس طرح یورپ میں سائنسی علوم کا آغاز بعد میں ہوا۔

سائنس کی تاریخ کے ادوار

اس سلسلے میں نوبیل انعام یافتہ سائنسدان ڈاکٹر پروفیسر ابو احمد عبدالسلام صاحب کے ایک مضمون کا ایک اقتباس اس طرح پر ہے وہ کہتے ہیں:۔

’’سائنسی خیالات اور ان کی تخلیق انسانیت کا مشترک اور عمومی ورثہ ہے۔ اس سلسلے میں سائنس کی تاریخ، تمدن کی تاریخ کی طرح کئی ادوار میں سے گزری ہے۔ شاید میں اسے بہتر طور پر ایک حقیقی مثال سے واضح کر سکوں۔

760 سال پہلے ایک نوجوان سکاٹ نے اپنی آبائی تنگ گھاٹی کو خیر باد کہا اور جنوب کی طرف سپین کے مقام طلیلہ (Toledo) کی راہ اختیار کی، اس کا نام مائیکل (Michael) تھا اور اس کا مقصد یہ تھا کہ وہ اس زمانے کی عرب یونیورسٹیوں طلیلہ اور قرطبہ (Cordova) میں رہتے ہوئے، علم حاصل کرے، جہاں ایک نسل پہلے موسیٰ بن مامون (Moses Bin Maimoun) جو عظیم ترین یہودی عالم تھے، تدریس و تربیت کا کام کرتے تھے۔ مائیکل 1217 عیسوی میں طلیلہ پہنچا، طلیلہ میں پہنچنے کے بعد، اس نے اپنے دل میں ایک اولوالعزم فیصلہ کیا کہ وہ ارسطو کا تعارف لاطینی یورپ میں کروائے گا، اس کا ترجمہ وہ یونانی سے تو نہیں کر سکتا تھا، کیونکہ وہ اسے آتی نہیں تھی۔ چنانچہ یہ ترجمہ اس نے عربی متن سے کیا جو اس زمانے میں وہاں پڑھائی جاتی تھی۔ طلیلہ سے مائیکل سفر کر کے سسلی میں بادشاہ فریڈرک ثانی (Emperor Frederick II) کے دربار میں جا پہنچا۔ سالرنو (Salerno) کے طبی مدرسے کو دیکھنے کے بعد جو فریڈرک نے 1231ء میں قائم کیا تھا، مائیکل ڈینش طبیب ہیزک ہارپیٹرینگ سے ملا۔ بعد میں ہیزک ہارپیٹرینگ ایرک چہارم والڈ مارساں (Eric 4 Waldemarsson) کا درباری طبیب مقرر کیا گیا تھا۔ ہیزک اس زمانے میں سالرنو آیا ہوا تھا کہ وہ خون بہنے اور جراحی پر اپنا رسالہ مکمل کرے، ہیزک کا ماخذ اس زمانے کی عظیم طبی شخصیت اور نہایت اہم اطباء الرازی اور ابن سینا (Avicenna) تھے اور یہ ترجمہ ان کے لئے صرف مائیکل ہی کر سکتا تھا۔

طلیلہ اور سالرنو دونوں ہی عربی، یونانی، لاطینی اور عبرانی کی نہایت عمدہ امتزاج کی نمائندگی کرتے تھے اور وہ اس زمانے میں سائنسی اشتراک کی قابل قدر بین الاقوامی پرکھ تھے، طلیلہ اور سالرنو میں، نہ صرف مشرق کے امیر ممالک مثلاً شام، مصر، ایران اور افغانستان سے علماء آتے تھے بلکہ مغرب کے ترقی پذیر ممالک سے بھی جن میں سکاٹ لینڈ اور سکینڈے نیویا (Scandanavia) شامل تھے۔ آج کی طرح اس زمانے میں بھی بین الاقوامی سائنس کے اس اجتماع کے سلسلے میں کچھ رکاوٹیں تھیں، دونوں دنیاؤں کے درمیان اقتصادی اور عقلی تفاوت موجود تھا، مائیکل دی سکاٹ اور ہیزک ہارپیٹرونگ جیسے لوگ استثنا تھے۔ وہ اپنے ملک میں کسی نشوونما پاتے ہوئے مدرسہ تحقیق کے نمائندے نہیں تھے۔ اپنی نیک ارادیت کے باوجود طلیلہ اور سالرنو میں ان کے اساتذہ ان کی حکمت اور معیار تربیت کو ایڈوانس سائنسی تحقیق کے سلسلے میں شبہ کی نظر سے دیکھتے تھے۔ کم از کم اس کے استادوں میں سے ایک نے تو نوجوان مائیکل سے یہ کہہ ہی دیا تھا کہ وہ بھیڑوں کی اون اتارنے اور کپڑا بننے کے کام پر واپس چلا جائے۔

سائنسی تفاوت کے اس چکر کو بیان کرنے میں مجھے شاید زیادہ مقداری تفصیل میں نہیں جانا چاہئے، جارج سارٹن (George Sarton) نے اپنے پانچ جلدوں والے شاندار ضخیم کام (سائنس کی ایک تاریخ) میں یہ فیصلہ کیا کہ وہ سائنسی معرکوں کی اس کہانی کو ادوار میں تقسیم کرے گا اور ہر دور کی طوالت نصف صدی ہوگی، چنانچہ 450 سے 400 قبل مسیح کو وہ افلاطون کا عہد شمار کرتا ہے، اس کے بعد نصف صدی ارسطو کی آتی ہے، پھر اقلیدس، پھر ارشمیدس اور یونہی یہ سفر آگے چلتا ہے 600 سے 650 عیسوی تک ہیسوان تانگ (Hsuan Tsang) کی نصف صدی ہے 650 سے 700 تک آئی چنگ (I Ching) کا زمانہ اور پھر اس کے بعد 750 سے 1100 تک یعنی 350 سال مسلسل اور نہ ٹوٹنے والا ایک سلسلہ چلتا ہے اور یہ ادوار جابر، خوارزمی، رازی، مسعودی، وفا، بیرونی، ابن سینا اور ان کے بعد عمر خیام پر مشتمل ہیں۔ یہ لوگ عرب، ترک، افغانی اور ایرانی تھے۔ 1100ء کے بعد پہلے یورپی نام ابھر کے سامنے آتے ہیں۔ گیرارڈ کریمونا (Gerard Cermona) اور راجر بیکن (Roger Bacon) مگر ان کے اعزازات ایک بار پھر ابن رشد، موسیٰ بن مامون، طوسی اور ابن نفیس میں تقسیم ہو جاتے ہیں، ابن نفیس وہ ہستی ہے جس نے ہاروے (Harvey) کے نظریہ گردش خون کا تصور پہلے سے دے دیا تھا۔ کسی سارٹن نے ابھی تک سپین سے پہلے کے مایاس (Mayas) اور ازٹکس (Aztecs) کی سائنسی تخلیق کی تاریخ پر توجہ نہیں دی، انہوں نے صفر دوبارہ دریافت کیا، چاند اور زہرہ کا کیلنڈر بنایا۔ اس کے علاوہ انہوں نے ادویات سازی میں متنوع دریافتیں کیں۔ انہوں نے کونین (Quinine) بھی دریافت کی۔ مگر اس کہانی کا خاکہ تو تبدیل نہیں ہو جاتا اور یہ کہ فی زمانہ مغرب کو ہم عصروں پر بلاشبہ برتری حاصل ہے۔

1350ء کے بعد ان کے ہاتھ سے سارا کھیل نکل گیا، البتہ کبھی کبھی کوئی جھلک نظر آ جاتی ہے جیسے الوغ بیگ، جو تیمور لنگ کا پوتا تھا اور 1400 عیسوی میں سمرقند میں مقیم تھا یا جے پور کا مہاراجہ جے سنگھ 1720ء میں جنہوں نے اس زمانے میں مغرب کے سورج گرہن کے اور چاند گرہن کے تخمینے کی فاش غلطیاں جو چھ منٹ تک کی تھیں درست کیں، مگر ہوا یہ کہ جے سنگھ کے طریق کار سے بہتر طریق متعارف ہوگئے، کیونکہ یورپ میں دوربین آ چکی تھی، ایک ہمعصر ہندوستانی خبرنامے میں یہ لکھا گیا اور اس کے ساتھ ہی شمشان پر مشرق کی تمام سائنس کا خاتمہ بھی ہو گیا اور اس کے بعد وہ صدی شروع ہوئی جب وہ چکر پوری رفتار سے چلنا شروع ہوا جس کی ابتداء مائیکل دی سکاٹ نے کی تھی اور اس کے بعد یہ ہوا کہ ہم نے جو مشرق کے رہنے والے تھے سائنس کے لئے مغرب کی طرف دیکھنا شروع کر دیا۔

(Ideals & Realities by Dr. Prof. Abdus Salam ترجمہ: سائنس تعلیم اور معیشت مترجم شہزادا احمد پبلشر علی پلازہ 3 مزنگ روڈ لاہور ص 288,287)

قرون اولیٰ میں سائنسی ترقیات کے گہرے نقوش

اگرچہ مسلمانوں کے سائنس کے سنہری دور کو فراموش کر دیا گیا ہے پھر بھی اس کی بازگشت سنائی دیتی ہے۔ ایک اور حوالہ ہے۔ ’’اسلام انسان کو حکم دیتا ہے کہ وہ اپنی ذہانت اور مشاہدے کی قوتوں کو استعمال کرے۔ چنانچہ اسلام کے ابتدائی سالوں میں ہی عجیب ماجرا گزرا کہ عظیم تمدن (Civilizations) اور یونیورسٹیاں پنپنے لگیں۔ مشرقی اور مغربی نظریات کی آمیزش اور پرانے نظریات اور نئے نظریات پر ریسرچ کے نتیجے میں طب، ریاضی، طبیعات، فلکیات، جغرافیہ، آرکیٹیکچر، آرٹ، لٹریچر اور علم تاریخ میں غیر معمولی ترقی ہوئی کئی قطعی اور اہم علوم اور سلسلے (System) جیسے الجبرا، عربی اعداد گنتی اور صفر کا تصور (جو ریاضی کے فروغ کے لئے بہت اہم ہے) جدید یورپ کو عالم اسلام سے ہی منتقل ہوئے۔ اسی طرح نازک آلات جیسے اصطرلاب، قطب نما اور اچھے بحری سفر کے لئے نقشے مسلمانوں نے ہی ایجاد کئے جو یورپ کے بحری سفروں میں آسانی پیدا کرتے ہیں۔

(A Brief Illustration Guide to Understanding Islam by I.A Ibrahim, Published by Dar-us-Salam, Publishers & Distributors Houston, Texas, USA)

الجبرے کا موجد اور صفر کا تصور اور رومن ہندسوں کی جگہ عربی ہندسوں کا شاندار کارنامہ محمد بن موسیٰ خوارزمی (850ء-780ء) کا ہے۔

سرمہ چشم آریہ کا ایک اہم حوالہ

حضرت مسیح موعود نے سرمہ چشم آریہ میں

مسلمانوں کی عظیم الشان سائنسی خدمات کے اعتراف کے طور پر ایک زبردست حوالہ پیش فرمایا ہے۔اس کا کچھ حصہ یہاں درج کیا جاتا ہے۔

’’اس مقام میں ہم صرف ان چند سطروں کا لکھنا مناسب سمجھتے ہیں جو ایف جون دیون بورٹ صاحب نے اپنی کتاب میں جس کا ترجمہ ہو کر مؤید الاسلام نام رکھا گیا ہے لکھیں ہیں سو وہ یہ ہیں۔صفحہ 94 تا صفحہ 98 عبارت کتاب جان بورٹ صاحب مشم صاحب کا قول ہے کہ مؤرخان معتبر کے نزدیک یہ بات قرار پا گئی ہے کہ دسویں صدی میں یورپ غایت درجہ کی جہالت میں پڑا ہوا تھا اور یہ بات یقینی ہے کہ اس زمانہ میں اہل عرب (یعنی اہل اسلام نے) ملک ہسپانیہ اور اٹلی میں بہت سے مدرسے جاری کئے تھے اور ان مدرسوں میں ہزاروں طلباء، عیسائی، عربی، فارسی اور حکمت کی تعلیم پاتے تھے اور پھر ان علوم کو مدارس اسلام سے لا کر عیسائی مدرسوں میں جاری کرتے تھے۔ہمیں اس بات کا اقرار کرنا چاہئے کہ تمام قسم کے علم یعنی طب وطبعیات وفلسفہ وریاضی جو دسویں صدی سے یورپ میں جاری ہوئے ہیں یہ سب اصل میں اہل عرب مسلمانوں کے فلسفی مدارس سے سیکھے گئے تھے۔خصوصاً ہسپانیہ کے اہل اسلام بانی فلسفہ یورپ خیال کئے جاتے ہیں۔اہل اسلام کو علمی ترقی بھی ایسی ہی جلدی حاصل ہوئی جیسے ان ملکوں پر فتحیں حاصل ہوتی تھیں۔سول سے اصفہان تک اہل عرب کا علم بہت جلد پھیل گیا اور بغداد اور کوفہ اور قاہرہ اور بصرہ اور فیز اور مراکو اور گوردووا اور گرینڈا اور دین شیا اور سول میں اہل عرب کی حکمت نے بہت جلد رواج پایا۔حقیقت میں اہل عرب مسلمانوں نے تمام علوم کو نئے سرے ترقی دی اور یونان اور روما کے علوم میں دوبارہ جان ڈالی۔نویں 9 صدی سے چودھویں 14 صدی تک عرب کے علم وفضل سے یہ نور حاصل ہوتا رہا اور اہل یورپ کو تاریکی جہالت سے روشنی علم وعقل میں لایا۔ اگر آٹھواں خلیفہ عبدالرحمٰن ہسپانیہ میں مدرسے اور مکتب خانے جاری نہ کرتا تو ہمیں بیشک اہل عرب کے علم وفضل سے مطلق فائدہ نہ ہوتا کیونکہ بغداد اور بخارا اور مصر کے مدارس بہت مشہور تھے مگر وہ اس قدر دور تھے کہ طلباء یورپ کو واں جانے میں بہت دقت پڑتی تھی۔ مذہب اسلام اپنی ترقی کے زمانہ میں ہی نہیں بلکہ اپنی ابتدائی حالت میں ہی اور مذہبوں کی نسبت علم کی طرف بہت مائل تھا۔آنحضرتؐ نے خود فرمایا ہے کہ جس آدمی میں علم نہ ہو وہ قالب بے روح ہے۔

(سرمہ چشم آریہ۔روحانی خزائن جلد دوم ص 193 تا 194)

امید کی کرن

ان تاریکی بیانات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سائنسی علوم میں دسترس حاصل کرنا قرآن کریم کے متبعین کا گم شدہ ورثہ ہے کیا وہ وقت پھر آئے گا کہ قرآن کے ماننے والے اور مشرق میں رہنے والے لوگ اپنی ذہنی صلاحیتوں کو اسی معیار پر لے آئیں گے جیسے کہ ان کے آباء واجداد نے سائنسی علوم کو فروغ دیا اور اس علم کا عملی استعمال بنی نوع انسان کی خدمت اور دنیا سے جہالت دور کرنے کے لئے کیا تاکہ وہ مغرب کی ترقی یافتہ اقوام کے کندھے سے کندھا ملا سکیں بظاہر تو یہ ناممکن نظر آتا ہے ہاں امید کی ایک کرن حضرت مسیح موعود کے الہامی بیان سے پھوٹتی ہے جس میں آپ فرماتے ہیں کہ آپ کے سچے پیرو علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے۔

(تجلیات الٰہیہ۔روحانی خزائن جلد 20 ص 409)

یہی وہ پس منظر ہے جس کے پیش نظر خلافت ثالثہ میں باقاعدہ طور پر علمی منصوبہ جاری کیا گیا۔ یہ وہ موقع تھا جب پروفیسر ڈاکٹر ابواحمد محمد عبدالسلام صاحب نے 1979ء میں فزکس کے میدان میں دو امریکن سائنسدانوں کے ساتھ دنیا کا سب سے بڑا انعام نوبیل پرائز حاصل کیا تھا اور مسیح موعود کی اِس عظیم پیشگوئی کو پورا کیا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کو جلسہ سالانہ ربوہ کے سٹیج پر بلا کر شرف مصافحہ اور معانقہ بخشا تھا اور بہت عزت افزائی فرمائی تھی۔حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے جماعت کے نوجوانوں سے توقع باندھی تھی کہ وہ خدا کے فضل سے اب یورپ کو علم کے میدان میں شکست دیں گے اور یہی وہ طریق ہے جس سے یورپ دین حق کو قبول کرے گا آپ نے فرمایا قیام احمدیت کی آئندہ صدی جو کہ غلبہ (دین حق) کی صدی ہے جماعت کو ایک ہزار چوٹی کے سائنسدان اور محقق چاہئیں (یہ صدی 1989ء سے شروع ہو چکی ہے) آج میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ جماعت احمدیہ ہر ذہین مگر غریب بچے کو پرائمری سے سنبھالے گی۔ جماعت کا کوئی ذہین بچہ چاہے وہ ماسکو میں ہو یا نیویارک میں یا پاکستان کے اندر یا باہر اس کا ذہن ضائع نہیں ہونے دیا جائے گا۔ہم ہر سال جماعت احمدیہ کی طرف سے سوا لاکھ روپے کے وظیفے ذہین طلباء کو دیں گے۔ ...... جماعت احمدیہ اپنی طرف سے ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی یہ عزت افزائی کرتی ہے کہ ان کو اس کمیٹی کا صدر مقرر کرتی ہے۔ ...... میری دعا ہے کہ یہ سکیم جماعت اور قوم کے لئے انتہائی مفید ثابت ہو۔

(الفضل 3 جنوری 1980ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اپنے جذبات کا ایک بار اس طرح اظہار کیا تھا۔فرمایا:

ایک عبدالسلام تو پیدا کیا لیکن ایک عبدالسلام سے تو بات نہیں بنتی جماعت احمدیہ کو ہر علم کے میدان میں سینکڑوں عبدالسلام پیدا کرنے پڑیں گے۔ (روزنامہ الفضل ربوہ 22 فروری 1983ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنے دور خلافت میں تعلیمی منصوبے کی بھرپور نگرانی کر رہے ہیں اور جلسہ سالانہ جو دنیا بھر کے مختلف ممالک میں منعقد ہوتے رہتے ہیں ان پر باقاعدہ احمدی ہونہار بچوں اور بچیوں کو جو کسی بھی مضمون میں پوزیشن حاصل کرتے ہیں۔میڈلز اور خوشنودی کے سرٹیفیکیٹ حضور اپنے دست مبارک سے عطا فرماتے ہیں اور اس طرح ان کی عزت افزائی فرماتے ہیں۔

خدا کرے ہماری نسلیں ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی طرح حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی پوری کرنے والی تاریخ کا دھارا موڑنے والی اور خلیفہ وقت کی خوشنودی حاصل کرنے والی ہوں اور اس دور کو زندہ کرنے والی ہوں جو کہ قرون اولیٰ کا دور ہے جیسا کہ ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کا حوالہ گزر چکا ہے۔750 سے 1100 عیسوی تک یعنی 350 سال مسلسل اور نہ ٹوٹنے والا ایک سلسلہ چلتا ہے اور یہ ادوار جابر، خوارزمی، رازی، مسعودی، وفا، البیرونی اور ان کے بعد عمر خیام پر مشتمل ہیں۔ آمین

ہم امید رکھتے ہیں کہ احمدیت کی پہلی تین صدیوں میں بھی ڈاکٹر پروفیسر ابواحمد محمد عبدالسلام کے ساتھ قرون اولیٰ کی طرح کئی نام شامل ہوں گے اور ان کا تعلق مشرق سے بھی ہوگا اور مغرب سے بھی اور شمال سے بھی اور جنوب سے بھی کیونکہ حضرت مسیح موعود کی پیشگوئیوں سے یہی معلوم ہوتا ہے۔

مکرم پروفیسر محمد خالد گورایہ صاحب

ایک اچھے استاد کی خصوصیات

تعلیمی شعبہ کے بارے میں کوئی بات کرنے سے پہلے ہمیں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ تعلیم کا شعبہ پیغمبروں کا پیشہ ہے ،سب سے پہلے تو میں اس بات پر زور دوں گا اور آپ بھی میرے ساتھ متفق ہوں گے کہ ہمیں ایک اچھے استاد کی حیثیت سے اپنی تعلیم وتربیت اور اخلاقی اقدار پر توجہ مرکوز کرنا ہوگی یعنی ایک طرف استاد کی بنیادی ذمہ داریاں اور دوسری جانب استاد کی انفرادی شخصیت کی خوبیاں اور اپنے پیشہ کے ساتھ اس کی پوری پوری وفاداری اس نصب العین کو حاصل کرنے میں بنیادی اہمیت کی حامل ہونگی۔

میں استاد کے کام کو تین حصوں پر تقسیم کرنا چاہوں گا جو کہ ایک اچھے استاد کے لئے لازمی ہیں:

1۔تعلیمی تقسیم کار: ہر تعلیمی سال کے آغاز پر جب کلاسیں اور مضامین مختلف اساتذہ کے سپرد کئے جاتے ہیں تو ہر استاد کو پہلا کام یہ کرنا چاہئے کہ اپنے کام کو روزانہ، ہفتہ وار، ماہوار، پوری ٹرم اور پورے سال کے حساب سے یوں تقسیم کرکے چارٹ بنائے کہ اس کے دیئے گئے پیریڈوں اور تدریس اوقات کے اندر پورا سلیبس بھی مکمل ہو اور پورے سلیبس کی دہرائی بھی ہو سکے۔

2۔سلیبس کو مکمل کرنے کا طریقہ:

(1) استاد کا سبق کو خود پڑھ کر طلباء کے سامنے پوری وضاحت کرنا۔

(2) ہر سبق کے آخر پر دی گئی مشقوں کو حل کرنا۔

(3) طلبا کے جوابات کی تصحیح اور اگر ضروری ہو تو ان کو ٹھیک طرح سے لکھوانا۔

(4) طلبا کو ٹیسٹ کرنے کے لئے کلاس کا ٹیسٹ، ماہوار ٹیسٹ، ٹرم ٹیسٹ اور آخر میں سالانہ امتحان۔ ہر ٹیسٹ کا باقاعدگی سے ریکارڈ رکھا جانا چاہئے اور اس کام کے لئے ہر مضمون کے ہر استاد کو علیحدہ سے یہ ریکارڈ رکھنا ہوگا اور ہر ٹیسٹ کا نتیجہ والدین کے پاس لازمی پہنچنا چاہئے، کمزور طلبا کے والدین کو سکول میں بلا کر طلبا کی تعلیمی، اخلاقی اور ہم نصابی سرگرمیوں کو بہتر بنانے پر تبادلہ خیال ہونا چاہئے۔استاد کو تعلیمی نقطہ نظر سے درپیش مسائل پر اپنے ساتھی اساتذہ، ڈیپارٹمنٹ کے ہیڈ اور ادارہ کے سربراہ کے ساتھ مشورہ کرتے رہنا چاہئے۔

3۔ذاتی خوبیاں: ہر استاد سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ نرم خو، دھیمے پن، تعاون کرنے والا، اپنے فرائض کے ساتھ اخلاص رکھنے والا اور طلباء سے حقیقی ہمدردی رکھنے والا رویہ اپنانے والا ہو نیز اسے اپنے مضمون پر پورا پورا عبور حاصل ہو اور کلاس پر پورا کنٹرول رکھنے والا ہو، چاہے وہ ایک ہی مضمون کو سالہا سال سے پڑھاتا آ رہا ہو۔بغیر تازہ تیاری کئے کلاس روم میں ہرگز نہیں جانا چاہئے۔کسی ایک طالبعلم کے ساتھ استاد کا حد سے زیادہ قریبی تعلق نہیں ہونا چاہئے اور اپنی ہی کلاس کے کسی طالبعلم کو ٹیوشن نہیں پڑھانی چاہئے۔استاد کو طلبا کے درمیان خاندانی تعلق یا رشتہ داری کی بنا پر ہرگز تفریق نہیں کرنی چاہئے اور ادارے کی ہر قسم کی ہم نصابی سرگرمیوں میں بھرپور تعاون کرنا چاہئے۔استاد کو طلبا کی بوقت ضرورت انفرادی مدد

کے لئے تیار رہنا چاہئے یہاں تک کہ مالی طور پر کمزور طلبا کے بارے میں اُسے علم ہونا چاہئے اور ہو سکے تو چپکے سے ان کی مدد بھی کرنی چاہئے کیونکہ استاد طلبا کے لئے والدین کی طرح ہوتے ہیں۔ استاد کو اُونچی اور صاف سمجھ میں آنے والی آواز میں بولنا چاہئے، کلاس میں ڈسپلن قائم رکھنا استاد کے فرائض میں شامل ہے۔ بوقت ضرورت مکمل خاموشی کا ماحول پیدا کرنا ضروری ہے۔ استاد کو کسی طالبعلم کا غلط نام نہیں رکھنا چاہئے۔ لڑکوں کو اُستاد کی ذہانت کا امتحان لینے کی جرأت نہیں ہونی چاہئے، اُونچی آواز سے بولیں لیکن چلائیں نہیں۔ طلبا کے دلوں پر راج کرنا اُستاد کا اصل معراج فن ہے اس کے لئے اُستاد کو پوری لگن اور خلوص کے ساتھ اپنا فرض ادا کرنا چاہئے، اگر استاد کی سکول آنے سے قبل کسی سے کوئی تلخی ہوگئی ہے اور وہ غصہ یا بد مزاجی کی حالت میں ہے تو اسے پہلے خود کنٹرول کرنا چاہئے اور پھر سکول یا کلاس میں قدم رکھنا چاہئے۔ طلبا کے سامنے وقار سے گری ہوئی کوئی حرکت نہیں ہونی چاہئے نہ لڑائی جھگڑا نہ بدکلامی۔

قصہ مختصر۔ اُستاد کے مقدس نام کو ہمیشہ سربلند رکھنا اُستاد کا فرض اوّلین ہے۔

استاد کا روزمرّہ کا دستورِ عمل

1۔ اسمبلی سے قبل سکول پہنچیں۔

2۔ کلاس میں وقت پر جائیں اور پیریڈ ختم ہوتے ہی چھوڑ دیں۔

3۔ طلباء کے ساتھ کبھی کبھی کھیل میں، نماز میں، کھانا کھانے میں اور تعلیمی اور ادبی مقابلہ جات میں حصہ لیں۔

4۔ طلباء کی صحت و تندرستی اور عمدہ زندگی گزارنے کے لئے سکول کی تعلیمی اور ہم نصابی سرگرمیوں جیسے تقریری مقابلہ جات اور کھیلوں کے مقابلہ جات میں ہر اُستاد کو سکول کے مرتب شدہ پروگرام کے مطابق حصہ لینا چاہئے اور طلبا کی رہنمائی کرنا چاہئے۔

5۔ چغل خوری بہت بری چیز ہے جو کچھ کہنا ہو سب کے سامنے اُونچی آواز میں کہیں۔

6۔ بہادری اور جرات کا مظاہرہ کریں۔

7۔ مسکراتے ہوئے چہرے کے ساتھ پیش آئیں۔

8۔ مثبت مشورہ دیں، ماتحتوں اور طلباء سے نرمی سے بات کریں، رائے لینے اور رائے دیتے وقت مت گھبرائیں۔

9۔ صاف اور سیدھی بات کریں، لالچ، خودغرضی اور حسد کا کبھی کسی صورت میں مظاہرہ نہ کریں۔

10۔ مرد بنیں، اگر آپ کا مشورہ قبول نہ کیا جائے تو برا مت مانیں اور اصرار مت کریں، بلاخوف و رعایت مشورہ دینا آپ کا فرض ہے اور اس کے بعد افسر کی اطاعت پورے خلوص اور وفا کے ساتھ آپ پر لازم ہے۔

طلباء کے اخلاق سنوارنے کے لئے

1۔ ان میں دین کی اخلاقی اقدار اُجاگر کریں، ان کی مذہبی اور اخلاقی اقدار کی بہتری کے لئے پوری کوشش کریں۔

2۔ ہمیشہ راست گوئی سے کام لیں، ہرگز غلط بات نہ کہیں، بلا اجازت کوئی چیز استعمال نہ کریں۔

3۔ اپنے بڑوں، والدین اور اساتذہ سے احترام کے ساتھ پیش آنے کی تلقین کرتے رہیں۔

4۔ خود اپنی عزت کرنا سیکھیں اور عزت کرنا سکھائیں۔

5۔ تلاوت قرآن کریم اور نمازوں کی ادائیگی کا جائزہ بھی لیتے رہیں۔

6۔ لڑائی جھگڑے سے دُور رہنے کی عادت ڈالیں۔

7۔ ایفائے عہد کریں اور کروائیں۔

8۔ اسلامیات اور دینیات پڑھاتے وقت خلوص سے اس کے مطابق عمل کریں، ہر استاد کو چاہے اس کا مضمون کوئی بھی ہو، پڑھائی کے دوران طلبا کی تربیت کو بھی مدِّنظر رکھیں۔

9۔ کلاس کے اندر اور کلاس سے باہر طلبا کے روّیہ پر گہری نظر رکھیں۔

10۔ کلاس روم میں سب طلبا کے لئے برابر سلوک اور بحث میں برابر موقع دینا اُستاد کا اوّلین فرض ہے۔ طلباء کی حوصلہ افزائی کے ذریعہ ان کی صلاحیتوں کو نکھارا جا سکتا ہے۔

طلباء میں خود اعتمادی پیدا کریں، ان میں سٹیج پر آ کر بولنے کا حوصلہ پیدا کریں، غلط یا صحیح انگریزی بولنے کی جرأت اور شوق پیدا کریں، کلاس روم میں دوران سبق انگریزی میں وقتاً فوقتاً بات کریں۔ جسمانی سزا نہیں بلکہ ان نازک کانچ کے برتنوں کے ساتھ احتیاط سے کام لیں۔ ان کی کردار سازی کریں نہ کہ کردار کُشی۔ انہیں اپنے قدموں پر کھڑا ہونا سکھائیں نہ کہ دوسروں کے سہارے کے محتاج۔ احساس برتری یا کمتری کا شکار ہونے سے بچائیں۔

امتحانات کے پرچہ جات اور نتائج کے تقدس کو برقرار اور خفیہ رکھنا ہر اُستاد پر لازم ہے۔ دھوکہ دہی اور پرچہ جات کو وقت سے پہلے افشا کر دینا گناہ ہے۔ بوٹی مافیا اور نقل بازی پر کوئی سمجھوتہ نہیں ہو سکتا۔ مسائل پیدا کرنے کی بجائے مسائل کو حل کرنے میں اپنا کردار ادا کریں۔ کرسی پر بیٹھ کر پڑھانا مناسب نہیں، ہر قسم کی صفائی کا ہر لحاظ سے خیال رکھیں، عملی نمونہ بنیں، بات چیت میں انکساری اور میانہ روی اپنائیں، طلبا کے مسائل کو حوصلہ سے سنیں اور حل کرنے کی کوشش کریں، اپنے ماتحتوں، طلبا اور رفقائے کار سے عزت کروانا سیکھیں، کسی بھی ادارے کی کامیابی اور نیک نامی باہمی تعاون اور کارکنان کی متحدہ کوششوں میں مضمر ہے، طلباء یا اساتذہ میں کسی قسم کی گروپ بندی سراسر غلط ہے، استاد اپنے طلبا کے لئے عملی مشعل راہ ہے اُسے طلباء کے لئے قابل تقلید نمونہ قائم کرنا چاہئے۔ یاد رکھیں کہ طلباء ایک باقاعدگی اختیار کرنے والے، محنتی، خوش لباس، نرم خو، خوش اخلاق اور دوستانہ روّیہ رکھنے والے استاد کو ہی پسند کرتے ہیں۔

خاکسار نے خود اپنی پوری زندگی میں یہ مشاہدہ کیا ہے کہ ایک بہترین اُستاد کا طرز تدریس نہ صرف اس کے اپنے مضمون میں بلکہ باقی تمام مضامین میں بھی مثبت کردار ادا کرتا ہے کیونکہ اپنے مضمون کی پڑھائی کے ساتھ ساتھ وہ طلباء میں مجموعی طور پر اپنی زندگی میں کامیاب ہونے اور اس کے لئے محنت کرنے کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔ یہ میرا عمر بھر کا ذاتی تجربہ ہے کہ باصلاحیت، ذہین، محنتی اور باوقار شخصیت کے حامل اساتذہ جو اچھے اخلاق سے بھی متصف ہوں کو اِس دنیا میں ہر جگہ عزت دی جاتی ہے۔

یاد رہے کہ اُستاد کو ہمیشہ عزت اور وقار کی علامت ہونا چاہئے، لہٰذا آپ کو دنیا کے سب سے عظیم اُستاد کے نقش قدم پر چلنا چاہئے، ہمیں فخر ہے کہ دنیا کے تمام پیشہ جات میں سے جو پیشہ ہم نے چنا وہ پیشہ ہمارے رسول مقبول ﷺ کا ہے۔

لہٰذا رسول مقبول ﷺ کی ہدایت کی روشنی میں جو ہمیں ہر آن اور ہر جگہ دعا سے کام لینے کی تعلیم دیتے ہیں، ہمیں یہ دعا کرنی چاہئے کہ خداتعالیٰ ہمیں اساتذہ کی حیثیت میں پوری وفاداری اور اخلاص کے ساتھ اپنا فرض سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائے اور اس سلسلہ میں ہماری دعاؤں کو شرف قبولیت بخشے آمین۔

خداتعالیٰ ہمارے طلباء کو بھی توفیق دے کہ وہ اپنے علم کی بدولت دنیا کے مختلف میدانوں میں راہنمائی کا کام سرانجام دینے والے ہوں اور اپنے اس اقدام سے وہ اپنے اساتذہ، اپنے ادارے اور اپنے والدین کا نام روشن کرنے والے ہوں گے اور طلباء کو ''رَبِّ زِدنی عِلما'' کی دعا کرنے اور حضور انور کو بھی باقاعدگی سے ہر معاملہ میں راہنمائی اور دعا کے لئے لکھتے رہنے کی تلقین کرتے رہیں۔

بقیہ صفحہ 6

ادھر ادھر کے جملہ ہائے معترضہ ایسے نکل پڑے کہ بات دور نکلتی چلی گئی مگر جب بھی اپنے تحقیقاتی موضوع خودنوشتوں کے تجزیہ سے ہٹ کر لکھنے بیٹھتا ہوں تو یہ مسائل پریشان کرنے لگتے ہیں۔ یہ سب باتیں ایک طرف، اختر صاحب جماعت احمدیہ کی تاریخ کے ایک تاریخی آدمی ہیں کیونکہ جب ربوہ آباد ہوا تو یہ ربوہ کے پہلے پہلے مکین تھے۔ یہ تھے اور ان کے ہمراہ قبلہ مولانا محمد صدیق صاحب تھے۔ ابھی کچھ مہینے قبل مولانا محمد صدیق صاحب کا انتقال ہوا ہے آپ نے لمبی عمر پائی ان کے ذکر خیر میں ہمارے اختر صاحب کا ذکر خیر بھی ہوتا رہا۔ تاریخی کاموں کو اسی لئے اہل ادب صدقہ جاریہ کہا کرتے ہیں کہ جب بھی اس واقعہ کا ذکر ہوگا ہمارے مولانا محمد صدیق اور ہمارے اختر صاحب کا نام آئے گا۔

اختر صاحب کی یہ عادت تھی کہ شعر کہتے تو پہلے ہمیں سناتے۔ فرماتے یہی مصیبت ہے کہ تم اتنی دور دارالرحمت یا دارالبرکات میں رہتے ہو قریب ہوتے تو اتنی دور سائیکل پر نہ آنا پڑتا۔ یہ واقعہ تو شاید ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں کہ ایک بار اختر صاحب ہمارے غریب خانہ پر آئے میں حاضر نہیں تھا اباجی نے بتایا کالج گیا ہوا ہے۔ کالج پہنچے تو معلوم ہوا کالج سے کام ختم کر کے گھر چلا گیا ہوں۔ واپس پہنچے تو میں گھر پر موجود نہیں تھا ہمارے ابا کی حس مزاح سے بہرہ ور تھے ان سے فرمانے لگے اختر صاحب اپنا کلام مجھے سنا دیں میں بھی کچھ شاعری کی شد بد رکھتا ہوں۔ اختر صاحب نے کلام عطا فرمایا اور پوچھا مولانا آپ کو یہ کیسے خیال آیا کہ میں ناصر کو شعر سنانے کی غرض سے ڈھونڈتا پھر رہا ہوں؟ اباجی ہنسے اور فرمایا اختر صاحب جس طرح مرغی انڈہ دینے کے لئے جگہ ڈھونڈتی پھرتی ہے۔ اسی طرح شاعر اپنا تازہ کلام سنانے کے لئے سامع کی تلاش میں گھبرایا ہوا پھرتا ہے۔ آپ جس بیقراری سے ناصر کو تلاش کر رہے تھے اس سے میں نے یہی اندازہ لگایا کہ آپ نے کوئی تازہ چیز لکھی ہے اور سنانے کے لئے بیتاب ہیں۔ اختر صاحب کہنے لگے مولانا میں آپ کی قیافہ شناسی کا قائل ہوگیا ہوں۔ اس دوران میں بھی پہنچ گیا۔ چائے وغیرہ سے ان کی تواضع کی اور پھر ہم دونوں قبلہ روشن دین تنویر کی خدمت میں شعر سنانے کو روانہ ہوگئے۔ کیا زمانہ تھا اور کیسے صاف دل لوگ تھے۔

اب انہیں ڈھونڈ چراغ رخ زیبا لے کر!

آج نوید اپنی بیٹی کی شادی کا کارڈ کیا دے کر گیا ہے یادوں کے چراغ روشن کر گیا ہے۔ مجھے یونہی خیال آیا کہ دوستوں کو یاد کرنے کے لئے بھی کسی نہ کسی بہانہ کی ضرورت کیوں پڑتی ہے؟ پھر اچانک کسی کا خوبصورت شعر کوندے کی طرح لپکا۔

یاد وہ تم کو کرے جس نے بھلایا ہو تمہیں
ہم نے تم کو نہ بھلایا نہ کبھی یاد کیا

مکرم ڈاکٹر پرویز پروازی صاحب

مرحوم دوست عبد السلام اختر کا ذکر خیر

کل عزیزی نوید اختر اپنی بیٹی سارا کی شادی کا کارڈ دینے آیا۔ میں نے دروازہ کھولا تو ماضی کا ایسا دروازہ کھل گیا کہ میں بھول ہی گیا کہ باہر درجہ حرارت منفی تیس ہے اور یخ بستہ ہوا چل رہی ہے۔ اسے اندر آنے کو کہا نہ دروازہ بند کرنے کا خیال آیا۔ جب جسم پر کپکپی طاری ہوگئی تو نوید کو جسے ہم بچپن سے "نیدو" کہتے چلے آرہے تھے رخصت کیا کہ اس کے برف سے لدے ہوئے بوٹوں سمیت اسے اندر بلانا ناممکن تھا اور وہ خود بھی جلدی میں تھا کہ اسے اور بہت سے کارڈ بانٹنے تھے۔ وہ لپک کر کار میں بیٹھا ہوگا تو اس نے سکھ کا سانس لیا ہوگا۔

نیدو ہمارے مرحوم بزرگ شاعر دوست عبد السلام اختر کا بڑا بیٹا ہے۔ ہم نے اسے گھٹنوں چلتے تو نہیں دیکھا مگر اپنے سامنے بڑھتے اور بڑا ہوتے دیکھا ہے۔ اختر صاحب کے تینوں بچے جن کے صرف پیار کے گھریلو نام ہمیں یاد ہیں نیدو، ٹونی اور نائیلہ ہیں۔ اب ماشاء اللہ نوید کی بیٹی کی شادی ہونے والی ہے۔ وقت کیسے گزرتا ہے چھوٹے بڑے ہو جاتے اور زندگی اپنی رفتار سے چلتی رہتی ہے۔ اختر صاحب اور ہماری بھابی شوکت اپنی اگلی نسل کی خوشیاں دیکھنے کو موجود نہیں۔ نیدو اور ٹونی تو ہمارے شاگرد بھی ہیں۔

عبد السلام اختر نے ناگپور یونیورسٹی سے فلسفہ میں ایم اے کرنے کے بعد اپنی زندگی وقف کی اور عمر بھر اس عہد کو نبھایا۔ ان کے قبلہ والد گرامی ماسٹر علی محمد صاحب بی اے بی ٹی رفیق حضرت مسیح موعود تھے۔ قادیان میں ہمارے محلّہ دار الفضل میں ہی ان کا مکان تھا۔ جہاں تک ہماری بچپن کی یادداشت ساتھ دیتی ہے محلّہ کی بیت کے قریب تھا۔ اس زمانہ میں ہمارا بی ٹی صاحب یا ان کی آل اولاد سے کوئی تعارف نہ تھا مگر بی ٹی صاحب سکول کے استاد ہونے کی وجہ سے اور اپنی خاص باریک آواز کی وجہ سے سارے قادیان میں جانے پہچانے جاتے تھے۔ سر پر کلاہ پر باندھی ہوئی سفید پگڑی رکھتے تھے ہاتھ میں چھڑی ہوتی تھی اور قادیان کے سارے بزرگوں کا یہی لباس تھا۔ سوائے حضرت سید سرور شاہ صاحب کے ہم نے کسی اور کو جبہ و دستار پہنے نہیں دیکھا۔ حضرت میر محمد اسحٰق صاحب اور حضرت میر محمد اسماعیل صاحب سرخ ٹوپی سر پر رکھتے تھے غالباً اسے طربوش کہا جاتا تھا، مگر یہ طربوش سید ولی اللہ شاہ صاحب سے مخصوص تھا۔ ساتھ میں وہ چھڑی جسے بوقت ضرورت کرسی کی طرح سیٹ بنالیا جاتا تھا اور شاہ صاحب اس پر بیٹھ جاتے تھے۔ ہم نے اپنی ہوش کے زمانہ میں قادیان کے ان تین بزرگوں کا یہی لباس دیکھا مگر بات بی ٹی صاحب سے چلی تو کہاں پہنچ گئی۔ پہنچ تو برطانیہ کے ہاؤس آف لارڈز تک جاتی کیونکہ بی ٹی صاحب کا پوتا اور ہمارے دوست منصور بی ٹی کا بیٹا، لارڈ طارق احمد پہلا احمدی لارڈ ہے اور ہز لارڈ شپ کو ہم جانتے نہیں۔

عبد السلام اختر نغز گو شاعر تھے اور سلسلہ کے پرچوں میں تواتر کے ساتھ چھپتے تھے۔ ہماری ان کی دوستی عمروں کے تفاوت کے باوجود بڑی بے تکلفی کی دوستی تھی کیونکہ ادب کے رشتے میں پروئے ہوئے دوست صرف دوست رہ جاتے ہیں عمر کے ماہ وسال اس راہ میں حائل نہیں ہوتے۔ اتفاق یوں ہے کہ ہمارے سارے دوست ہم سے عمر میں بہت بڑے تھے۔ تنویر صاحب، سیفی صاحب ثاقب زیروی صاحب تو ہمارے ابا کی عمر کے تھے مگر ہمارے مابین بے تکلفی کا رشتہ تھا تنویر صاحب تو باقاعدہ یار کہہ کر بلاتے تھے۔ ایک بار ہم سیفی صاحب کے ہاں بیٹھے تھے اور کسی شعر کی تقطیع کا مسئلہ تھا سیفی صاحب نے زچ ہوکر کہا چھوڑو یار کس جھمیلے میں پھنسے ہوئے ہو۔ خالہ سکینہ سیفی نے بات سن لی تو اندر سے کہا ناصر تو آپ کے بیٹوں کا ہم عمر ہے آپ اسے یار کہہ کر پکار رہے ہیں۔ سیفی صاحب ہنسے اور کہنے لگے۔ یار ہی تو ہے شاعر جو ٹھہرا۔ مرحوم عبد السلام اختر اور نصیر احمد خان صاحب اپنی زندگی میں اور اپنے چوہدری محمد علی صاحب سب اس ہیچ مدان سے بزرگ ہونے کے باوجود برابری کا سلوک فرماتے تھے اور ہیں۔ یہ ادب کا رشتہ ہوتا ہے جو دوسرے سارے تفاوت مٹا دیتا ہے۔

ہمارے مرحوم دوست پروفیسر نصیر احمد خاں کے بیٹے عزیزی ڈاکٹر منیر احمد خاں نے ایک بار اپنے ابا کی ایک قلمی بیاض سے ایک شعر نقل کرکے مجھے بھیجا تھا جو کچھ یوں تھا کہ جب پروازی اور اختر محفل میں موجود ہوں تو بہت لطف آتا ہے۔ یہ اختر عبد السلام اختر تھے جن کے ذکر خیر سے بات شروع ہوئی اور کہیں سے کہیں جا پہنچی ہے۔ اختر صاحب ہم سب دوستوں میں یعنی ربوہ کے دوستوں میں منفرد تھے کہ ترنم سے شعر پڑھتے تھے اور باقاعدہ لطف لے کر جھوم جھوم کر شعر پڑھتے تھے ہم لوگ ان کے ترنم سے زیادہ ان کے جھومنے کا مزا لینے کے لئے ان سے فرمائش کرکے ترنم سے پڑھوایا کرتے تھے۔ بڑے سادہ دل آدمی تھے شعر کہہ لیتے تو سنانے کو بیتاب ہو جاتے۔ مگر یہ نہیں کہ ہر کہہ ومہ کو شعر سنانے بیٹھ جاتے ہوں۔ اہل ذوق کو سناتے تھے۔

اختر صاحب فیض رساں وجود تھے۔ ربوہ میں جس قدر لوگوں نے پرائیویٹ طور سے بی اے یا ایم اے کیا ہے ان میں سے اکثر ان کے شاگرد تھے۔ شہر میں انگریزی پڑھانے والا اور تھا بھی کون؟ حضرت سیدہ چھوٹی آپا اور خاندان کی اکثر خواتین جو کالج میں نہیں پڑھیں۔ انہوں نے اختر صاحب سے انگریزی پڑھ کر بی اے ایم اے کے امتحانات پاس کئے۔ شروع شروع میں جب جامعہ نصرت برائے خواتین کا اجراء ہوا تو فلسفہ پڑھانے کے لئے اختر صاحب ہی کی خدمات حاصل کی گئیں اور وہ انجمن میں ایڈیشنل ناظر ہونے کے باوجود جامعہ نصرت میں پردہ کی رعایت سے پڑھانے جاتے تھے۔ ہماری بیگم جو بعد کو جامعہ نصرت کی پرنسپل ہوکر ریٹائر ہوئیں فلسفہ میں اختر صاحب ہی کی شاگرد رہیں۔ پھر اختر صاحب کو تعلیم الاسلام کالج گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ کا پرنسپل بنا کر بھجا گیا۔ کچھ عرصہ اختر صاحب وہاں رہے اور خوش رہے مگر شوگر کے مریض تھے اس لئے زیادہ دیر تک انہیں کسی ایسی جگہ پر رکھنا مضر تھا جہاں مناسب علاج معالجہ میسر نہ ہو۔ میں سمجھتا ہوں اختر صاحب کو گھٹیالیاں میں رہنا پسند تو تھا مگر راس نہیں آیا۔ ان کی شوگر کی مناسب دیکھ بھال نہ ہونے کی وجہ سے قابو سے نکل گئی۔ مجھے یاد ہے ایک بار اختر صاحب اچانک شوگر کے بڑھ یا گھٹ جانے کی وجہ سے بیہوش ہوگئے۔ ہسپتال میں داخل کئے گئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث اختر صاحب کی عیادت کے لئے ہسپتال تشریف لائے۔ اختر صاحب کے ماتھے پر ہاتھ رکھا اور تسلی دی۔ میں بھی حاضر تھا۔ حضرت صاحب نے فرمایا انہیں کوئی اچھا سا شعر سناؤ مگر دیکھنا زیادہ میٹھا نہ ہو۔ بھابی شوکت نہ رہ سکیں کہنے لگیں حضور میٹھا نہ ہوا تو اختر صاحب کہاں سنیں گے۔

اختر صاحب نے جماعت کے بعض تاریخی واقعات کو منظوم کیا تھا ثاقب زیروی کے شاہنامۂ احمدیت دور خسروی کی طرح نہیں جستہ جستہ واقعات کی صورت میں۔ ان کا ایک مجموعہ چھپا بھی تھا۔ ان کا باقی کلام خدا معلوم کدھر گیا۔ نوید یا ٹونی چاہتے تو چھپوا دیتے۔ نوید یہاں کینیڈا میں بیٹھا ہے ٹونی زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں ماشاء اللہ پروفیسر ہے۔ باپ کا ادبی ورثہ یوں ضائع نہ ہونے دیں۔ یہ ادبی ورثہ کے ضیاع والی بات بڑی برحق ہے۔ اولاد کو کہاں توفیق ملتی ہے کہ ماں باپ کے ادبی ورثہ کو سنبھالتی رہے۔ ادھر شاعر یا ادیب کی آنکھ بند ہوئی ادھر اس کا لکھا ہوا ردی کی غذا بنا۔

یہاں باہر کے ملکوں میں رہنے والوں کا سب سے بڑا مسئلہ یہی ہے کہ وہ اپنے ادبی ذوق کی آبیاری کے لئے کتابیں جمع کرتے رہتے ہیں۔ ہزار ہا کتابیں دوستوں نے جمع کر رکھی ہیں مگر جب بھی ان سے ملو یہی بات کرتے ہیں کس کے گھر جائے گا سیلاب بلا میرے بعد؟ آج ہماری آنکھ بند ہوئی تو اتنے شوق سے ہماری جمع کی ہوئی کتابیں ردی کی ٹوکری میں پھینک دی جائیں گی اور ری سائیکل ہوکر سودا سلف ڈالنے کے تھیلوں میں بدل جائیں گی۔ یہاں کی یونیورسٹیاں کتابوں کے عطیات بڑے شوق سے قبول کرتی ہیں مگر شرط یہ ہوتی ہے کہ پوری طرح کیٹلاگ کرکے کتابوں کا عطیہ دو۔ کس میں اتنا بوتا ہے کہ وہ یہ جانکاہی کا کام کرے؟ یہاں ایک بہت بڑے اسلامی سکالر تھے فوت ہوئے تو میں نے ان کے ورثا سے ایک مشترکہ دوست کے ذریعہ رابطہ کیا کہ وہ مرحوم کی اسلامی کتابوں کا ذخیرہ ہمیں دے دیں ہم خود اس کی کیٹالاگنگ کرلیں گے اور جامعہ کی لائبریری میں رکھیں گے۔ پہلے تو اس دوست کی جانب سے ٹال مٹول ہوئی کہ ابھی تو ان کا کفن میلا ہے کچھ دیر گزر جائے تو بات کروں گا۔ ہوتے ہوتے نوبت یہاں تک پہنچی کہ ان کے خاندان والوں نے مکان بیچ دیا اور کتابوں کو کاٹھ کباڑ کے طور پر باہر گلی میں رکھ دیا۔ میرے دوست کو اس وقت اس حادثہ کی اطلاع ہوئی جب کاٹھ کباڑ والے سب کچھ سمیٹ سماٹ کرلے گئے تھے۔ میرے وہ دوست علم دوست آدمی ہیں مجھے یہ بات سنا کر پھوٹ پھوٹ کر روئے کہ میں نے خوامخواہ سستی کی اور اتنا عمدہ اور قیمتی ذخیرہ ضائع کر دیا۔ خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا مگر حقیقت یہی ہے کہ ورثاء کو اپنے شاعر ادیب باپ دادا کی محنت کو یوں ضائع نہیں ہونے دینا چاہئے۔ ایک بار جو چیز چھپ جائے وہ تاریخ میں ریکارڈ ہو جاتی ہے اس کے زندہ رہنے یا مرنے کا فیصلہ وقت کیا کرتا ہے۔ ہم تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے علمی جماعت ہیں اور علم ہمارے لئے وجہ امتیاز بھی ہے اور وجہ افتخار بھی اسی لئے حضرت صاحب نے جماعت کی علمی سرگرمیوں کو ریکارڈ کرنے کے لئے ریسرچ سیل بنایا ہوا ہے اور کچھ نہیں کرسکتے تو ریسرچ سیل والوں کو اس کا ریکارڈ بھیج دیں۔

میں اپنے مرحوم دوست کو یاد کرنے بیٹھا تھا

باقی صفحہ 5 پر

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

ولادت

مکرم ہمایوں رفیق صاحب نمبردار چک نمبر 565 ضلع فیصل آباد تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی چھوٹی ہمشیرہ مکرمہ نبیلہ فردوس صاحبہ زوجہ مکرم عطاء اللہ حیدری صاحب دارالفضل عزیز ربوہ کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے مورخہ 30 نومبر 2010ء کو دوسرے بیٹے سے نوازا ہے۔ نومولود کا نام عکاشہ حیدر تجویز ہوا ہے۔ نومولود مکرم صوبیدار عطاء محمد صاحب آف گھسیٹ پورہ کا پوتا اور مکرم محمد رفیق صاحب نمبردار آف چک نمبر 565 ضلع فیصل آباد کا نواسہ ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت وسلامتی والی طویل فعال زندگی والا، خادم دین، صالح، ہمیشہ ردائے خلافت سے چمٹے رہنے والا اور والدین کیلئے قرۃ العین بنائے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم محمد اشفاق خان صاحب صدر جماعت احمدیہ بھڈال ضلع سیالکوٹ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے سمدھی مکرم ملک مشتاق احمد اعوان صاحب معراجکے ضلع سیالکوٹ مختصر علالت کے بعد یکم مارچ 2011 کو قضائے الٰہی سے وفات پا گئے مرحوم موصی تھے جنازہ ربوہ لے جایا گیا۔ دفاتر صدر انجمن احمدیہ کے لان میں مورخہ 2 مارچ کو نماز جنازہ پڑھائی گئی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔ مرحوم مخلص احمدی تھے تازیست دعوت الی اللہ کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ آپ کی کوششوں سے بہت سارے مرد وزن احمدیت میں داخل ہوئے۔ خلافت سے آپ کو انتہا درجہ کی عقیدت تھی۔ خلیفہ وقت کے ہر ارشاد کو حکم سمجھتے تھے۔ نمازی پرہیزگار اور خدمت خلق کا شدید جذبہ رکھنے والے انسان تھے۔ گاؤں میں آپ کا کلینک تھا۔ جس سے اکثر ضرورت مندوں کا مفت علاج ہوتا تھا۔ اہل علاقہ آپ کی دینی و دنیوی خدمات کے معترف ہیں۔ اسلم قریشی کیس میں اسیر راہ مولا بھی رہے اور تمام اذیتیں ثابت قدمی سے برداشت کیں سوگواران میں آپ کی بیوہ کے علاوہ ایک بیٹا اور پانچ بیٹیاں ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ مرحوم کے درجات کی بلندی کیلئے دعا فرمائیں۔ نیز سوگواران کو صدمہ برداشت کرنے کی خدا تعالیٰ توفیق عطا فرمائے (آمین)

نکاح

مکرم جاوید احمد جاوید صاحب مربی سلسلہ نظارت دعوت الی اللہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے بیٹے مکرم امتیاز احمد صاحب کے نکاح کا اعلان مورخہ 19 مارچ 2011ء کو بیت مبارک ربوہ میں بعد نماز عصر مکرم سید محمود احمد شاہ صاحب ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ نے ہمراہ مکرمہ شازیہ خان صاحبہ بنت مکرم رانا جعفر احمد خاں صاحب ہمبرگ جرمنی آٹھ ہزار روپے حق مہر پر کیا۔ مکرم امتیاز احمد صاحب مکرم چوہدری ولی محمد صاحب مرحوم سابق امیر حلقہ نڑوالا بنگلہ فیصل آباد کا پوتا اور مکرم منیر احمد صاحب دارالعلوم شرقی برکت ربوہ کا نواسہ ہے۔ جبکہ مکرمہ شازیہ خان صاحبہ مکرم رانا عبدالجبار خان صاحب مرحوم کی پوتی اور مکرم رانا عبدالحکیم خاں صاحب آف جرمنی کی نواسی ہیں۔ احباب جماعت سے اس نکاح کے بابرکت ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

ولادت

مکرم مرزا غلام رسول صاحب محلّہ دارالبرکات ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

میرے بیٹے مکرم شہزاد رسول صاحب کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ 27 فروری 2011ء کو تین بیٹیوں کے بعد بیٹا عطا فرمایا ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت نومولود کا نام عادل شہزاد عطا فرمایا ہے نومولود وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک، صالح خادم دین اور والدین کیلئے قرۃ العین بنائے۔ آمین

درخواست دعا

مکرم محمد انوار الحق صاحب کلرک شعبہ مال دفتر دارالذکر لاہور تحریر کرتے ہیں۔

مکرم چوہدری عبدالوحید خاں صاحب سابق سیکرٹری مال جماعت احمدیہ لاہور گزشتہ کئی سالوں سے بعارضہ فالج صاحب فراش ہیں۔ بڑھاپے کے وجہ سے آجکل شدید کھانسی، بخار اور جوڑوں کے درد کی وجہ سے تکلیف میں ہیں۔ کچھ عرصہ قبل کرسی سے گرنے کی وجہ سے آپریشن والی ٹانگ میں درد ہے جس کی وجہ سے چلنا پھرنا مشکل ہوگیا ہے۔ احباب کرام سے آپ کی کامل و عاجل شفایابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

جلسہ یوم مصلح موعود

محض خدا تعالیٰ کے فضل سے مجلس قطب پور ضلع لودھراں میں 20 فروری 2011ء کو بعد نماز مغرب وعشاء جلسہ یوم مصلح موعود منعقد کیا گیا۔ جلسے کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے کیا گیا اور پھر نظم کے بعد پیشگوئی مصلح موعود کے حوالے سے خاکسار نے تقریر کی۔ دعا کے ساتھ جلسہ کا اختتام ہوا۔ جلسے کی حاضری 23 تھی۔

اسی طرح 20 فروری 2011ء کو صبح 10 بجے لجنہ کا بھی جلسہ یوم مصلح موعود منعقد ہوا۔ اس میں لجنہ اور ناصرات نے شرکت کی۔ اجلاس کی صدارت مکرمہ صدر صاحبہ لجنہ نے کی جلسہ میں 18 لجنہ اور 8 ناصرات نے شرکت کی۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیں مقبول خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے اور اخلاص اور وفا میں بڑھاتا چلا جائے۔ آمین

پتہ درکار ہے

مکرمہ بینش ممتاز صاحبہ بنت مکرم ممتاز احمد صاحب وصیت نمبر 52752 نے A-75 عسکری vii اڈیالہ روڈ راولپنڈی سے وصیت کی تھی۔ موصیہ صاحبہ سے دفتر وصیت کا رابطہ نہیں ہو رہا۔ موصیہ کے ایڈریس کے متعلق کسی عزیز یا رشتہ دار کو علم ہو تو دفتر وصیت کو مطلع کر کے ممنون فرمائیں

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

اعلان دارالقضاء

(مکرمہ امۃ المنان صاحبہ ترکہ مکرم محمود احمد شاد صاحب)

مکرمہ امۃ المنان صاحبہ نے درخواست دی ہے کہ میرے خاوند محترم محمود احمد شاد صاحب وفات پا چکے ہیں۔ ان کے نام قطعہ نمبر 15/21 دارالعلوم غربی ربوہ برقبہ 10 مرلہ 7 مربع فٹ منتقل کردہ ہے۔ لہٰذا یہ قطعہ درج ذیل ورثاء بحصص شرعی منتقل کردیا جائے۔

تفصیل ورثاء

(1) مکرمہ امۃ المنان صاحبہ (بیوہ)
(2) مکرم سعود احمد ناصر صاحب (بیٹا)
(3) مکرم نوید احمد صاحب (بیٹا)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ کسی وارث یا غیر وارث کو اس منتقلی پر اگر کوئی اعتراض ہو تو وہ تیس یوم کے اندر اندر دفتر ہذا کو مطلع کر کے ممنون فرمائیں۔ (ناظم دارالقضاء ربوہ)

کیپسول فشار
ہائی بلڈ پریشر کی کامیاب دوا
خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ، ربوہ
فون: 047-6211538 فیکس: 047-6212382

قائداعظم کا مجلس قانون ساز سے استعفیٰ

جنوری 1919ء میں ہندوستان کی مجلس قانون ساز میں ایک بل کا مسودہ پیش ہوا۔ جو بعد میں رولٹ ایکٹ (Rowlatt Act) کی شکل میں قانون بن گیا۔ یہ بل ایک کمیٹی کی سفارش پر وضع کیا گیا جس کے صدر ہائی کورٹ کے ایک جج مسٹر جسٹس رولٹ تھے۔ بل کا مقصد یہ تھا کہ حکومت کے خلاف باغیانہ سرگرمیوں کی روک تھام کی جائے اور اس کے لئے حکومت یہ اختیار طلب کر رہی تھی کہ وہ باغیوں اور اپنے دوسرے سیاسی مخالفین کو گرفتار کر کے جیوری کے مشورے کے بغیر ان پر مقدمہ چلائے۔ حکومت کا دعویٰ تھا کہ بل کے وضع کرنے والوں نے اس بات کا پورا پورا خیال رکھا ہے کہ انتظامیہ ان نئے اختیارات کا غلط اور بے محل استعمال نہ کر سکے اور اس مقصد کے لئے بل میں جگہ جگہ ان اختیارات کے استعمال پر پابندیاں تجویز کی گئی تھیں۔

اس نئے قانون کی تجویز سے ہندوستان کے صاحب فکر حضرات بہت مضطرب ہوئے۔ ان کی نظر میں رولٹ بل کے ذریعے حکومت عوام کے پاؤں میں ایک اور بیڑی ڈالنا چاہتی تھی۔ قائداعظم کا بھی یہی خیال تھا۔ مجلس قانون ساز میں اپنی تقریر میں انہوں نے بل کے نقائص ومصائب اپنی انگلیوں پر گن گن کر بتائے۔ تقریر ختم کرتے ہوئے انہوں نے حکومت ہند کو متنبہ کیا کہ اگر یہ بل منظور ہوگیا تو اس ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک ایسی بے چینی پھیلتی جائے گی اور ایسے ہنگامے ہوں گے کہ اس سے پہلے کبھی دیکھنے میں نہیں آئے ہوں گے اور اگر ایسا ہوا تو حکومت اور عوام کے باہمی تعلقات پر بہت برا اثر پڑے گا۔

مگر مارچ 1919ء کے تیسرے ہفتے میں یہ مذموم رولٹ بل منظور ہو کر قانون بن گیا۔ 28 مارچ 1919ء کو قائداعظم نے وائسرائے ہند کو ایک کھلا مکتوب لکھا۔ جس میں حکومت ہند پر یہ الزام لگایا گیا کہ اس نے ان مقاصد اور اصولوں کو پاؤں تلے روند ڈالا جن کے نام پر برطانیہ نے لڑائی لڑی تھی۔ انہوں نے کہا کہ رولٹ بل کی منظوری نے یہ بات صاف طور پر ظاہر کر دی ہے کہ مرکزی مجلس قانون ساز محض نام کی مقنّنہ ہے۔ درحقیقت وہ ایک مشین ہے اور اس کی کلید ایک غیر ملکی حکومت کے ہاتھ میں ہے۔ بطور احتجاج جناح نے کونسل کی ممبری سے اپنا استعفیٰ پیش کیا اور خط کو اس امید پر ختم کیا کہ یہ سیاہ قانون جلد منسوخ کر دیا جائے گا۔

قائداعظم کے استعفیٰ سے یہ حقیقت ثابت ہوگئی کہ انہیں اپنی عزت نفس اور اپنے عوام کے جذبات سے زیادہ کوئی شے عزیز نہ تھی۔ چونکہ وہ ایک عملی انسان تھے اس لئے انہوں نے آئینی طریقہ کار کے مطابق احتجاج کیا اور ایسی حکومت کے ساتھ تعاون سے انکار کر دیا جو رائے عامہ کو خاطر میں نہ لاتی تھی۔

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے پروگرام

30مارچ 2011

12-20 am عربی سروس
1-35 am ان سائیٹ اور سائنس اور میڈیسن ریویو
2-05 am گلشن وقف نو
3-15 am لجنہ اماءاللہ یوکے اجتماع
4-10 am ریئل ٹاک
5-15 am ایم۔ٹی۔اے ورائٹی
5-45 am تلاوت
5-55 am درس ملفوظات
6-10 am یسرناالقرآن
6-30 am لقاءمع العرب
7-35 am عربی سیکھئے
8-00 am ایم۔ٹی۔اے ورائٹی
8-30 am سوال وجواب
9-55 am لجنہ اماءاللہ یوکے اجتماع
11-05 am تلاوت
11-15 am دعائے مستجاب
11-50 am یسرناالقرآن
12-15 pm مسیح ہندوستان میں
12-50 pm گلشن وقف نو
2-00 pm سوال وجواب
3-00 pm انڈونیشین سروس
4-05 pm سواحیلی سروس
5-00 pm تلاوت
5-15 pm درس حدیث
5-35 pm زندہ لوگ
6-05 pm خطبہ جمعہ یکم جولائی 2005ء
7-05 pm بنگلہ سروس
8-10 pm دعائے مستجاب
9-00 pm خبرنامہ
9-20 pm فقہی مسائل
9-55 pm درس حدیث
10-25 pm سفید بادلوں کی سرزمین
11-00 pm ایم۔ٹی۔اے ورائٹی
11-20 pm جلسہ سالانہ گھانا 2004ء

31مارچ 2011ء

12-15 am دعائے مستجاب
12-50 am ریئل ٹاک
1-55 am یسرناالقرآن
2-15 am فقہی مسائل
2-50 am گلشن وقف نو
3-55 am خطبہ جمعہ فرمودہ 25مارچ 2011ء
5-00 am ایم۔ٹی۔اے ورائٹی
5-35 am تلاوت
5-45 am درس حدیث
6-00 am لقاءمع العرب
7-05 am فقہی مسائل
7-30 am ایم۔ٹی۔اے ورائٹی
8-05 am مسیح ہندوستان میں
8-40 am دعائے مستجاب
9-15 am خطبہ جمعہ فرمودہ یکم جولائی 2005ء
10-10 am جلسہ سالانہ کینیڈا 2005ء
11-00 am تلاوت
11-25 am گلشن وقف نو
12-30 pm یسرناالقرآن
12-50 pm فیتھ میٹرز
1-50 pm کچھ یادیں کچھ باتیں
2-55 pm انڈونیشین سروس
4-00 pm پشتو سروس
4-55 pm تلاوت
5-15 pm زندہ لوگ
6-00 pm بنگلہ سروس
7-05 pm ترجمۃ القرآن
8-15 pm مشاعرہ
9-00 pm ایم۔ٹی۔اے ورائٹی
9-20 pm فیتھ میٹرز
10-30 pm یسرناالقرآن
11-00 pm ایم۔ٹی۔اے ورائٹی
11-30 pm جلسہ سالانہ کینیڈا 2005ء

بقیہ از صفحہ 1

اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ سے زبردست خراج تحسین حاصل کرچکی ہیں عزیزہ مائرہ احمد حضرت میاں نظام الدین صاحب آف چانگریاں ضلع سیالکوٹ رفیق حضرت مسیح موعود کی نسل سے اور مکرم محمد یوسف صاحب بقاپوری اسلام آباد کی نواسی ہیں۔ اسی طرح ننھیال کی طرف سے حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بقاپوری رفیق حضرت مسیح موعود کی نسل سے ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزہ کے اس نمایاں اعزاز کو موجب برکت بنائے اور مزید کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے۔ آمین

ملازمت کے مواقع

- گورنمنٹ آف پاکستان منسٹری آف ٹیکسٹائل انڈسٹری (پاک کوریا گارمنٹ ٹیکنالوجی انسٹیٹیوٹ) کو سینئر انسٹرکٹرز ، مینیجرز ، آفس سپرنٹنڈنٹ ، اکاؤنٹنٹ ، آفس اسسٹنٹ ، کمپیوٹر اسسٹنٹ ، ڈرائیور ، نائب قاصد، سیکیورٹی گارڈز اور سویپرز درکار ہیں ۔4/اپریل 2011ء تک درخواستیں جمع کروائی جاسکتی ہیں۔
- قطر ائیر لائن کو فی میل Cabin Crew درکار ہیں ۔ 31مارچ 2011ء تک درخواستیں بھجوائی جاسکتی ہیں۔
- المیز ان انوسٹمنٹ مینجمنٹ لمیٹڈ کو بزنس اپلیکیشن مینیجر، انفارمیشن ٹیکنالوجی سیکیورٹی آفیسر اور انفارمیشن ٹیکنالوجی سپورٹ آفیسر درکار ہیں۔
- یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی کراچی کو پروفیسرز، لیکچرارز، میڈیکل آفیسر، آئی ٹی مینیجر، سینئر سپروائیزر سول اینڈ سٹور درکار ہیں۔

نوٹ: تمام اشتہارات کی تفصیل کیلئے مورخہ 20 مارچ 2011ء کا روزنامہ اخبار ڈان ملاحظہ فرمائیں۔

(نظارت صنعت وتجارت)

ربوہ میں طلوع وغروب 28۔مارچ

طلوع فجر	4:36
طلوع آفتاب	6:01
زوال آفتاب	12:14
غروب آفتاب	6:27

اکسیر بلڈ پریشر

ایک ایسی دوا جس کے دو تین ماہ استعمال سے ہائی بلڈ پریشر اللہ کے فضل سے مکمل طور پر ختم ہوجاتا ہے اور دواؤں کے مستقل استعمال سے جان چھوٹ جاتی ہے

ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ

NASIR ناصر

Ph:047-6212434

بلال کٹ پیس کلاتھ سینٹر

اعلیٰ قسم کے کپڑوں کی مردانہ ورائٹی دستیاب ہے۔

دکان نمبر 23 گراؤنڈ فلور حافظ مبارک علی شاہ شاپنگ سنٹر بالمقابل نیو کلاتھ مارکیٹ حیدرآباد

پروپرائیٹر: محمد ظفراللہ اخوند

0333-2788895

خالص سونے کے زیورات

Ph:6212868
Res:6212867
Mob: 0333-6706870

فینسی جیولرز

میاں اظہر احمد
میاں مظہر احمد
محسن مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ

عبداللہ موبائلز اینڈ الیکٹرونکس سنٹر

موبائلز نوکیا، کیو، کلب، چائنہ سیٹ

TV چائنہ واشنگ مشین + ڈرائر + سٹیبلائزر + UPS

پیڈسٹل فین سیلنگ فین "56

جنریٹر 1KVA سے لے کر 6KVA تک موجود ہیں

ایڈریس: 3/2 دارالبرکات اقصیٰ روڈ بالمقابل سیکٹر بیت الاقصیٰ

طالب دعا: چوہدری محمد نواز وڑائچ: 0345-6336570

FD-10

عطیہ خون خدمت بھی عبادت بھی

ڈائجس ٹو، گیس اپھارہ تیزابیت پیٹ کی تمام تکلیفوں سے فوری نجات

الحمید ہومیو کلینک اینڈ سٹور

ہومیو فزیشن ڈاکٹر عبدالحمید صابر ایم۔اے

عمر مارکیٹ اقصیٰ چوک ربوہ گلی عامر کلر لیب: 0344-7801578

BETA ®
PIPES
042-5880151-5757238